OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:2, Issue: 2, Jan -June 2024 PP: 106-117

قانون پاکستان کے تناظر میں بیع الوفاء کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of "Bai'al Wafā" in the Context of Pakistani Law

Published: 25-06-2024
Accepted: 12-06-2024
Received: 05-05-2024

Dr. Muhammad Talha Hussain
Lecturer, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur
Email: talha.hussain@iub.edu.pk

Dr. Zubair Tayyab
CEO, HIRA Institute of Social Sciences Research and Development Bahawalpur
Email: zubitayyab@gmail.com

Abstract

With the passage of time the new issues have raised among the people of different regions of the world. The financial problems are at the top. The inventions of the industries and new terms have created complicated financial issues. The solution of these modern and latest financial issues is the prior need of the time. One of them is Bai'al Wafā which is introduced as an alternative of Ribā. It is a contract whereby the owner of an asset sells it, with a condition that he will have it back once he returns its price to the buyer. In actual, he who needs cash sells his asset in cash, with the condition that whenever he returns the cash to the buyer, the later returns to him his asset. In its compulsion, Islamic scholars have different opinions. It must be in accordance with national laws, so that, it is easy and legally valid for them to be practiced in the society. The main objective of this study is to analyse "Bai'al Wafā" in the light of Pakistani law and its legal provisions. By this study, we came to know that some of the provisions of Pakistani law apply to its nature and features. The research concludes that Pakistani law encourages adoption of Bai'al Wafā for national economic development and for ease of traders. In the light of such provisions, this contract is legally valid and enforceable.

Keywords: *Bai'al Wafā, Law, Contract, Sale, Asset.*

CC BY

تمہید

منصفانہ معاشرہ کی تشکیل میں لین دین کے معاملات کا مناسب اصول وضوابط اور جامع مانع حدود وقیود کا پابند ہونا نہایت اہم ہے۔ دینِ اسلام کے پیش کردہ مالیاتی نظام کی معنویت اور اثر انگیزی ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا مشاہدہ عالمی مالیاتی بحران کے دنوں میں بخوبی کیا گیا ہے۔ اسلامی مالیاتی نظم کے اصول وقوانین معاشرے میں مال کے باہمی تبادلہ کو بہت سی شرعی اور اخلاقی حدود وقیود کا پابند بناتے ہیں تاکہ معاشرے کا کوئی بھی فرد مال و دولت کے ثمرات سے محروم نہ رہ سکے۔ خرید وفروخت کی متفقہ صورتوں میں تو کسی قسم کا کوئی کلام نہیں البتہ اختلافی صورتوں میں شریعت کے عمومی مزاج ومذاق کو سامنے رکھتے ہوئے سہل اور قابلِ عمل حل فراہم کرنا ایک مستحسن عمل ہے تاکہ اقتصادی سرگرمیاں شرعی اور مفید نہج پر رواں دواں رہیں۔ خرید وفروخت کی اختلافی صورتوں میں سے ایک بیع الوفاء ہے جس کا قانونِ پاکستان کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ مقالہ ہذا کا موضوع ہے۔ آئندہ سطور میں بیع الوفاء کا مفہوم اور اس کی شرعی حیثیت کے مختصر بیان کے بعد قانونِ پاکستان کی روشنی میں اس کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

بیع الوفاء کا مفہوم اور شرعی حیثیت:

لغوی طور پر کسی بھی چیز کا دوسری سے تبادلہ بیع کہلاتا ہے۔[1] جبکہ اصطلاح میں ایک معہود طریق پر مرغوب چیز کا مرغوب چیز سے تبادلہ بیع کہلاتا ہے جس کے ثمرات یعنی ثبوتِ ملکیت وغیرہ بھی ظاہر ہوں۔ ابنِ عابدین کے مطابق بیع مرغوب چیز کا مرغوب سے مخصوص طریقے پر تبادلہ ہے جو کہ فائدہ بھی دے۔[2] مرغوب سے مراد ایسی چیز ہے جس کی طرف رغبت اور شوق پایا جائے۔ مفید طریقے سے مراد ہے کہ اس تبادلے کے نتیجے میں کوئی نیا فائدہ بھی حاصل ہو چنانچہ اگر ایک درہم دے کر ایک درہم لیا گیا جو ہر اعتبار سے ایک جیسا تھا تو تبادلہ کے باوجود شرعاً یہ بیع نہ کہلائے گی۔ مخصوص طریقے سے مراد بذریعہ ایجاب وقبول یا ہاتھوں ہاتھ لین دین ہے جو عرفاً بیع شمار ہو۔ دوسری جانب وفاء غدر کی ضد اور لغتِ عرب میں پورا کرنے، حق ادا کرنے اور کثرت کے معنی میں آتا ہے۔[3] قرآن مجید میں بھی عہد کی پاسداری اور ناپ تول پورا پورا کرنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذا كِلْتُم"[4]

ترجمہ: جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَأَوْفُواْ بِالْعَهْد"[5]

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو۔

بیع الوفاء کی اصطلاحی تعریف میں فقہاء ومجتہدین نے مختلف تعبیرات اختیار کی ہیں تاہم حقیقت سب کے نزدیک ایک ہی ہے کہ خرید وفروخت کی وہ صورت جس میں بائع اس شرط پر سامان فروخت کرے کہ جب وہ قیمت مشتری کو واپس کرے گا تو مشتری سامان واپس کرنے کا پابند ہو گا بیع الوفاء کہلائے گی۔ مشہور فقیہ ابن نجیم ان الفاظ میں تعریف کرتے ہیں:

"ان یقول البائع للمشتری بعت منک هذالعین بدین لک علی علی انی متی قضیت الدین فهولی او

یقول البائع بعتک ھذا بکذا علی انی متی دفعتک الثمن تدفع العین الی۔" [6]

ترجمہ: بیع الوفاء یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں اپنی یہ متعین چیز اس قرض کے بدلے بیچتا ہوں جو تمہارا مجھ پر ہے اس شرط پر کہ جب میں قرض ادا کردوں گا تو یہ میری ہو جائے گی۔ یا بائع کہے کہ میں تمہیں یہ چیز اتنے میں بیچتا ہوں اس شرط پر کہ جب میں ثمن تمہیں واپس کروں گا تو تم مبیع مجھے لوٹا دو گے۔

معلوم ہوا کہ عاقدین کے درمیان طے پا جانے والی قیمت کی واپسی کے وقت بائع کو مبیعہ چیز کی واپسی اس بیع کا اساسی عنصر ہے۔ بیع کی اس صورت میں چونکہ قیمت کی واپسی کے وقت سامان واپس کرنے کی شرط طے ہوتی ہے اس لیے یہ بیع وشرط کے عنوان کے تحت قدیم کتبِ فقہ میں زیرِ بحث آتی رہی تاہم متاخرین فقہاء نے اسے بیع کی ایک مستقل قسم کے طور پر ذکر کیا ہے۔ فقہاء کی ذکر کردہ تعریفات کی روشنی میں بیع الوفاء میں پائی جانے والی خصوصیات اور لوازمات درج ذیل ہیں:

بیع الوفاء عقدِ معاوضہ ہے چنانچہ عاقدین پر عوضین ایک دوسرے کے سپرد کرنا لازم اور ہر ایک کو حقِ انتفاع حاصل ہے۔

شریعت کا متفقہ اصول ہے کہ عقود کا دار و مدار مقاصد و مطالب پر ہوتا ہے نہ کہ ظاہری الفاظ و مبانی پر۔[7] بیع الوفاء کا بنیادی مقصد چونکہ دین کو موثق و موکد بنانا ہے لہٰذا یہ عقدِ توثیق ہے اور اس پر احکام رہن بھی لاگو ہوں گے۔

بیع الوفاء عقدِ غیر لازم ہے کیونکہ عقدِ بیع اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مبیع پر خریدار کی دائمی ملکیت لازم مانی جائے جبکہ قیمت کی واپسی پر مبیع کی واپسی بیع کے اس تقاضا کے خلاف ہے۔ یہ امر اسے بیع فاسد کے مشابہ بناتا ہے جو عاقدین کے حق میں غیر لازم اور اسے فسخ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

نفسِ بیع کی مشروعیت کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے اور عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ البتہ بیع الوفاء کی شرعی حیثیت فقہاء کے مابین مختلف فیہ ہے۔ مذاہب اربعہ کے فقہاء الگ الگ رائے رکھتے ہیں۔ اختصاراً یہاں اس قدر بیان کرنا مناسب ہے کہ مالکیہ اور حنابلہ متعدد وجوہات کی بنا پر اس بیع کے عدمِ جواز کے قائل ہیں۔ ان میں بیع الثنیا کی ممانعت، ربا کا حیلہ ہونا اور عقد میں شرطِ فاسد کا پایا جانا شامل ہیں۔[8] متقدمین احناف و شوافع بھی مالکیہ و حنابلہ کی مانند عدمِ جواز کے قائل ہیں۔ متاخرین احناف و شوافع نے بیع کی اس صورت پر تفصیلی کلام کیا ہے اور عرف و تعامل کی بنا پر استحساناً جواز کا قول اختیار کیا ہے۔[9] البتہ یہ جواز متاخرین کے نزدیک درج ذیل امور سے مشروط ہے:

مبیع کا مالِ مشاع (مالِ مشترک) نہ ہونا۔ ایسا مال جو دو یا زائد افراد کے مابین مشترک اور ناقابلِ امتیاز ہو بیع الوفاء کے طور پر بیچنا جائز نہ ہوگا۔

عقد میں شرطِ وفاء یعنی قیمت کی واپسی کے وقت مبیع کی واپسی کی صراحت ہونا۔

وفاءً واپسی کے وقت تک مبیع کا سالم اور موجود رہنا۔[10]

ان شرائط کی موجودگی میں بیع الوفاء کی صحت متاخرین احناف و شوافع سے ثابت ہے۔ دلائل و شواہد کے لیے مطولات کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ آئندہ سطور میں قانونِ پاکستان کی روشنی میں بیع الوفاء کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جس کے ذریعے اس کی قانونی حیثیت کا تعین آسان ہوگا۔

قانونِ پاکستان اور بیع الوفاء:

یہ بات روزِروشن کی طرح عیاں ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کا وجود دو قومی نظریہ کی بنیاد پر عمل میں آیا اور بوقتِ حصول اور بعد میں دساتیر کی تیاری کے موقع پر اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ اس مملکت میں قرآن وسنت کو ماخذ اور بنیادی دستور کی حیثیت حاصل ہوگی جن کے مخالف کسی قانون یا شق کی تشکیل درست نہ ہوگی۔کسی بھی ملک یا قوم کا آئین اور دستور اصولی اور نظریاتی دفعات پر مشتمل ہوتا ہے جن کی روشنی میں جزئیات کو پر کھا جاتا ہے۔اس پس منظر میں بیع الوفاء کا صراحتاً تذکرہ یا حکم آئین پاکستان میں نہیں ملتا۔تاہم قانونِ تجارت ومعاہدات میں بعض دفعات ایسی ہیں جو بیع الوفاء کی خصوصیات اور احکام پر منطبق ہوتی ہیں جن کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیاتی مطالعہ ممکن ہے۔بیع الوفاء دیگر عقودِ مالیہ اصولی طور پر معاہدات کے زمرے میں آتے ہیں۔نیز بیع الوفاء میں قیمت کی واپسی پر مبیع کی واپسی کا وعدہ جانبِ عہد کو اور زیادہ تقویت دیتا ہے۔اس حوالے سے تین امور قابلِ ذکر ہیں:

معاہدہ کی حقیقت وماہیت۔

معاہدہ کے نتیجے میں فریقین کی ذمہ داریاں جسے دوسرے الفاظ میں تکمیلِ معاہدہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

معاہدہ شکنی کے نتائج واثرات۔

ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے قانونِ پاکستان کے تناظر میں بیع الوفاء کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

قانونِ پاکستان میں معاہدہ کا مفہوم اور حقیقت وماہیت:

پاکستان کے قانونِ معاہدہ کی دفعہ 10 معاہدہ کی تعریف اور حقیقت وماہیت سے متعلق ہے۔اس دفعہ میں معاہدہ کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"وہ تمام معاملات معاہدات ہیں جنہیں معاہدات کے قابل فریقین نے آزادانہ منشاء سے طے کیا ہو۔برائے جائز بدل ہمراہ جائز مقصد اور جو قانونی طور پر صریحاً کالعدم قرار نہ دیا گیا ہو۔"[11]

اس دفعہ کی رو سے کسی بھی معاہدہ کے اساسی عناصر درج ذیل معلوم ہوتے ہیں:

فریقین کا معاہدے کی اہلیت رکھنا۔

باہمی رضامندی سے معاہدہ طے پانا۔

طے کیا جانے والا عوض جائز اور قانوناً مسلّم ہونا۔

معاہدے کا انعقاد جائز مقصد کے لیے ہونا۔

معاہدہ کے نتیجہ میں فریقین کے حقوق وفرائض متعین ہونا۔

ان عناصر میں سے اہلیت کا معیار عقل وبلوغت کو قرار دیا گیا ہے۔قانونِ معاہدہ کی دفعہ 11 اس معیار کو واضح کرتی ہے۔رقم ہے کہ:

"ہر وہ شخص معاہدہ کرنے کا اہل ہے جو قانون کے مطابق جس کا وہ تابع ہے بالغ وذی ہوش ہو اور کسی ایسے قانون کے تحت جس کا وہ تابع ہے قابلِ معاہدہ سے خارج قرار نہ دیا گیا ہو۔"[12]

دفعہ میں مذکور اہلیت کا معیار بعینہٖ تکلیفِ شرعی کے مطابق ہے۔شریعت بھی نابالغ وفاتر العقل کو کسی بھی قسم کی

شرعی ذمہ داری سے ماورا رکھتی ہے۔ معاہدہ چونکہ مختلف قسم کی ذمہ داریوں پر منتج ہوتا ہے اس لیے قانون بھی ایسے شخص کو ذمہ داری کا اہل قرار نہیں دیتا۔ اسی طرح معاہدہ کا انعقاد باہمی رضامندی سے طے پانا بھی شرع سے ہم آہنگ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"[13]

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں! اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو اور مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے۔

تجارت بھی معاہدہ کی ایک صورت ہے چنانچہ آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہمہ قسم کے معاہدات باہمی رضامندی سے طے پانا لازمی ہیں۔ قانونِ معاہدہ کی دفعہ 10 میں آزادانہ منشاء کا لفظ اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ لہٰذا ہر وہ معاہدہ جس میں کسی فریق کی رضامندی مفقود ہو شرعاً و قانوناً نافذ اور قابلِ عمل نہ ہوگا۔ جہاں تک آزادانہ رضامندی کا تعلق ہے تو دفعہ 14 میں اس کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ درج ہے کہ:

"رضامندی آزادانہ کہلائے گی اگر اس کا اظہار مندرجہ ذیل طریقوں سے نہ ہوا ہو:

جبر

ناجائز اثر

فریب

دھوکہ دہی

شرائط کے مطابق غلطی۔"[14]

یہ تمام امور ازروئے شرع کسی بھی عقد کی صحت سے مانع ہیں یہی وجہ ہے کہ بیع مکرہ کے عدمِ نفاذ پر تمام فقہاء متفق ہیں۔ لہٰذا شرعی و قانونی رضامندی وہی ہوگی جو ان امور کے بغیر ہو۔ عوض اور مقصد کا جائز ہونا بھی معاہدہ کی شرعی و قانونی صحت کے لیے ضروری ہے۔ شرع میں حرام اور گناہ کے امور کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[15]

ترجمہ: اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو۔

اثم وعدوان پر مبنی امور پر تعاون بالواسطہ ارتکاب کا دوسرا نام ہے۔ یہ ممانعت براہِ راست ارتکاب پر بطریقِ اولیٰ وارد ہوگی۔ ان دفعات سے معاہدہ کی حقیقت بخوبی واضح ہوتی ہے کہ معاہدہ کی اہلیت رکھنے والے افراد آزادانہ منشاء سے کوئی معاہدہ کریں بشرطیکہ بدل اور مقصد جائز ہو۔ شرع اور قانون کی نظر میں معاہدہ کی یہ حقیقت یکساں ہے۔

مذکورہ دفعات کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیہ:

قانونِ معاہدہ کی دفعہ 10 کی روشنی میں بیع الوفاء کو قانونی طور پر معاہدہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں وہ تمام عناصر پائے جارہے ہیں جو کسی بھی معاہدہ کے لیے ضروری ہیں۔ شوافع کا بیع الوفاء کو "بیع العھدۃ" کے نام سے تعبیر کرنا اس امر کو مزید تقویت دیتا ہے۔[16] بیع کی ایک قسم ہونے کے ناطے بیع کی عمومی شرائط مثلاً عاقدین کا عاقل بالغ ہونا، رضامندی اور عوضین کا پاک و شرعاً جائز ہونا اس عقد میں بھی ضروری ہے۔ اسی طرح بیع الوفاء کی تاریخ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو معلوم

ہوگا کہ پانچویں صدی ہجری کے نصف میں ربوی قرضہ جات کے متبادل کے طور پر اس بیع کا رواج ہوا۔[17] جب لوگ قرضِ حسنہ سے اعراض کرنے لگے اور ضرورت مند کو رقم کی دستیابی مشکل نظر آنے لگی تو اس بیع کے ذریعے دونوں کی سہولت کا حل ڈھونڈا گیا جس میں رقم کے طالب کو سرمایہ اور فراہم کرنے والے کو ایک عرصہ تک مبیع سے استفادہ کا حق دیا گیا۔ عوام الناس کی رعایت اور سہولت کا خیال رکھنا شرع و قانون دونوں میں قابلِ تحسین ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[18]

ترجمہ: اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

نتیجتاً بیع الوفاء پر قانوناً بھی معاہدہ کا اطلاق ممکن ہے جس کی پاسداری اور اس کے نتیجے میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی برآوری عاقدین پر لازم اور اس کا ترک قابلِ تعزیر ہے۔

قانونِ پاکستان میں معاہدات کی تکمیل اور حقوق و فرائض کا تعین:

بعد از انعقاد ہر معاہدہ اس لائق ہے کہ اس کی تکمیل کی جائے الّا یہ کہ تکمیل ممکن نہ رہے۔ قانونِ پاکستان کی رو سے معاہدہ کے ہر فریق پر لازم ہے کہ وہ عہد کا پاس رکھتے ہوئے اسے مکمل کرے۔ قانونِ معاہدہ کی دفعہ 37 اس بابت فریقین کی ذمہ داری ان الفاظ میں واضح کرتی ہے:

"معاہدہ کے ہر فریق پر لازم ہے کہ اپنے عہد کی تکمیل کرے یا تکمیل کی آمادگی کا اظہار کرے۔ اگر فریق معاہدہ عہد کی تکمیل سے قبل فوت ہو جائے تو عہد کی تکمیل اس کے قائم مقام پر لازم ہوگی۔ بجز اس کے کہ معاہدہ کا منشاء اس کے برعکس ہو۔"[19]

اس دفعہ کی رو سے فریقین پر معاہدہ کی تکمیل لازم ہے۔ جب تک ہر فریق اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا نہیں کر دیتا معاہدہ مکمل نہ سمجھا جائے گا۔ اسی طرح ایک فریق اگر اپنی ذمہ داری ادا کر دے تو دوسرا منحرف نہیں ہو سکتا۔ انحراف کی صورت میں اسے مجبور کیا جا سکتا اور نقصان کی صورت میں تلافی کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔ قانونِ پاکستان کی یہ دفعہ شریعت کے عین مطابق ہے۔ عہد و پیمان کی پاسداری شرع کا تاکیدی حکم ہے جس پر متعدد نصوص دلالت کرتی ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا"[20]

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں پرسش ہوگی۔

اسی طرح احادیث میں ایفائے عہد کی جابجا تلقین اور عہد شکنی سے پرہیزکا نہ صرف حکم دیا گیا بلکہ اسے منافقانہ روش قرار دیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها۔ اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر"[21]

ترجمہ: چار خصلتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک پائی جائے تو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، عہد کرے تو اسے توڑے اور جب جھگڑا کرے تو بدگوئی کرے۔

ان نصوص اور قانونی دفعات کی رو سے واضح ہے کہ ایفائے عہد لازم اور اس کے نتیجے میں عائد ہونے والے فرائض کی ادائیگی شرعاً و قانوناً ضروری ہے جس سے انحراف موجبِ تعزیر ہے۔

مذکورہ دفعات کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیہ:

مذکورہ بالا دفعہ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ بیع الوفاء کے فریقین یعنی بائع اور مشتری پر اپنی اپنی ذمہ داری مکمل طور پر ادا کرنا ضروری ہے۔ جب دونوں اس بات پر اتفاق کر چکے کہ بائع کی طرف سے قیمت کی واپسی کے وقت مشتری مبیع واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا تو مقررہ وقت پر قیمت واپسی کے موقع پر مشتری مبیع واپس کرنے سے اعراض نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں بائع کو مشتری کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہوگا۔ عہد کی تکمیل اسی صورت میں ہوگی جب دونوں عوضین ایک دوسرے کو واپس کر دیں۔ دفعہ کے آخری حصہ میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی فریق کے انتقال کی صورت میں اس کے قائم مقام پر معاہدہ کی تکمیل لازم ہوگی۔ یہ وہی بات ہے جو فقہاء بیع الوفاء کے اثرات کے ضمن میں ان الفاظ میں بیان کرتے چلے آئے ہیں:

"اذامات المشتری اوالبائع بیع وفاءفان ورثته یقومون مقامه فی احکام الوفاء۔"[22]

ترجمہ: جب بیع الوفاء کے مشتری یا بائع کا انتقال ہو جائے تو احکامِ وفاء میں اس کے ورثاء اس کے قائم مقام ہوں گے۔

بیع الوفاء کا اس دفعہ کی رو سے جائزہ لینے کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

بیع الوفاء کے بائع اور مشتری دونوں پر عہد کی تکمیل لازم ہے جو بائع کی جانب سے قیمت اور مشتری کی جانب سے مبیع واپسی سے مشروط ہوگی۔

کسی بھی فریق کا واپسی سے انکار قابلِ مؤاخذہ ہوگا۔

کسی فریق کے انتقال کی صورت میں عہد کی تکمیل کے ذمہ دار اس کے ورثاء ہوں گے جو تمام احکام میں متوفی کے قائم مقام سمجھے جائیں گے۔

قانونِ پاکستان میں تکمیلِ عہد کی ترتیب:

ایسے معاہدات جن میں ایک فریق کی ذمہ داری دوسرے کی ذمہ داری سے مشروط ہو "عہودِ متقابلہ" کہلاتے ہیں۔ شرع اور قانون ایسے معاہدات میں نرمی کا پہلو اختیار کرتے ہوئے تکمیل کی ترتیب فریقین کے سپرد کرتے ہیں۔ چنانچہ فریقین جو ترتیب طے کرلیں اسی کے مطابق پابندی لازم ہوگی۔ لیکن اگر ترتیب کا تعین نہ کیا جائے تو نوعیت کے لحاظ سے مناسب ترتیب اختیار کی سکتی ہے۔ قانونِ معاہدی کی دفعہ 52 میں مذکور ہے:

"جب عہودِ متقابلہ کی تعمیل کی ترتیب از روئے معاہدہ معین کر دی گئی ہو تو ان کی تعمیل اسی ترتیب سے عمل میں آئے گی۔ اگر ترتیب از روئے معاہدہ معین نہ ہو تو اس کی تعمیل اس ترتیب سے ہوگی جو بہ لحاظ نوعیت معاملہ مناسب ہو۔"[23]

ترتیب بہ لحاظِ نوعیت ہر معاہدہ میں مختلف ہوسکتی ہے جس کا تعین عدالت اور قانون حالات وواقعات کو سامنے رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

مذکورہ دفعہ کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیہ:

بیع الوفاء بائع اور مشتری کی جانب سے کیا جانے والا ایسا عقد ہے جس میں بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کی ذمہ داری دوسرے سے مشروط ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے لحاظ سے یہ عوضِ متقابلہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جہاں تک تعمیل کا تعلق ہے تو ترتیب کے تعین وعدمِ تعین دونوں صورتوں میں اوّلاً بائع پر قیمت کی واپسی لازم ہے جس کے بعد مشتری مبیع واپس کرنے کا پابند ہوگا۔ تعیین کی صورت میں یہ بات واضح ہے۔ عدمِ تعیین کی صورت میں معاملہ کی نوعیت اسی بات کی متقاضی ہے کہ بائع پر اوّلاً قیمت کی واپسی لازم قرار دی جائے کیونکہ مشتری کے پاس مبیع اس کے حق کی توثیق کی خاطر ہے۔ حق ملنے سے قبل مبیع واپسی کا حکم نامناسب اور اس کے حق کو خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ اس لیے بہر صورت بائع پر قیمت پہلے واپس کرنا ضروری ہوگا جس کے بعد مشتری کے پاس مبیع کی واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

قانونِ پاکستان کی روشنی میں سابقہ عہد کی تجدید یا تنسیخ:

باہمی رضامندی سے طے پاجانے والا معاہدہ تکمیل تک اپنے لوازمات کے ساتھ برقرار رہتا ہے۔ سابقہ عہد کی تجدید یا تنسیخ کے لیے ضروری ہے کہ باہمی رضامندی سے نیا معاملہ کیا جائے۔ جب تک کوئی نیا معاہدہ نہ پایا جائے سابقہ عہد برقرار رہے گا اور اس کے مقتضیات پر عمل ضروری ہوگا۔ تجدید یا تنسیخ کے بعد حسبِ مقتضیٰ عمل کیا جائے گا۔ قانونِ معاہدہ کی دفعہ 62 اس امر کو بیان کرتی ہے:

> "فریقین معاہدہ اس کے بدل میں کسی نئے معاہدہ پر اتفاق کرلیں یا تنسیخ یا تبدیلی پر تو اصلی معاہدہ کی تکمیل ضروری نہیں۔"[24]

معلوم ہوا کہ فریقین کی رضامندی سے طے پانے والا معاہدہ ان کی رضامندی سے ہی تبدیل یا منسوخ ہوگا۔ نئے عہد کے نتیجے میں سابقہ عہد کی تکمیل لازمی نہ رہے گی۔ سابقہ عہد کے حقوق وفرائض تجدید کی صورت میں نئے معاہدہ کی طرف منتقل ہو جائیں گے جو کہ سابقہ ذمہ داریوں سے یکسر مختلف بھی ہوسکتے ہیں۔

مذکورہ دفعہ کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیہ:

بیع الوفاء ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں قیمت کی واپسی کے وقت مبیع کی واپسی مشروط ہوتی ہے۔ یہ امر اس عقد کے لوازمات میں سے ہے۔ یہ معاہدہ اپنے آغاز سے اختتام تک اسی نہج پر عمل کا متقاضی ہے۔ معاہدہ کی مدت کے دوران اگر فریقین باہمی رضامندی سے اپنے اپنے حق سے دست بردار ہونا چاہیں تو شرعاً اس کے لیے نیا عقد اور معاملہ لازم ہوگا۔ احادیثِ صحیحہ سے ایک عقد میں دو عقود کی ممانعت ثابت ہے جسے "بیعتین فی بیعة" سے تعبیر کیا گیا ہے۔[25] بیع الوفاء کی تکمیل سے قبل اس کی تجدید یا منسوخی بیعتین فی بیعہ کی ہی ایک صورت ہوگی اس لیے نیا عقد ضروری ہوگا۔ عقدِ جدید کے بعد سابقہ عہد کی پاسداری لازم نہ رہے گی۔

قانونِ پاکستان کی روشنی میں معاہدہ شکنی کے نتائج واثرات:

معاہدہ کے نتیجے میں ہر فریق کو کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں تو دوسری جانب وہ کچھ فرائض کا پابند قرار پاتا ہے۔ سابقہ دفعات کی روشنی میں یہ واضح ہو چکا کہ معاہدہ کی تکمیل نہ صرف از روئے شرع بلکہ قانوناً بھی ضروری ہے تاکہ ہر ایک کا حق محفوظ اور سالم رہے۔ عہد شکنی کے نتیجے میں جس فریق کو نقصان پہنچے شرع و قانون دونوں اسے تلافی کا حق دیتے اور فریقِ ثانی کو ادائیگی

کا پابند بناتے ہیں۔ قانونِ معاہدہ کی دفعہ 73 میں اس بات کا واضح بیان موجود ہے:

"معاہدہ شکنی سے جس فریق کو نقصان پہنچا ہو وہ اس فریق سے جس نے معاہدہ شکنی کی ہو اپنے ہرجانہ یا نقصان کے بارے میں معاوضہ کے حصول کا حق دار ہو گا۔"[26]

معلوم ہوا کہ کسی فریق کو عہد شکنی کی بنا پر نقصان پہنچنے کی صورت میں فریقِ ثانی پر نقصان پورا کرنا لازم ہے۔ البتہ اس کے لیے چند امور کا لحاظ ضروری ہے:

فریقین کے مابین اوّلاً قانونی طور پر معاہدہ کا ثبوت ہو۔ معاہدہ کے تحقق کے بغیر اس کی تکمیل یا عہد شکنی کے کوئی معنی نہیں۔

معاہدہ میں کسی شرط یا عنصر کی صریحاً خلاف ورزی پائی جائے۔ بالفاظِ دیگر نقضِ عہد غیر مبہم اور واضح ہو۔

مدعی پر لازم ہے کہ فریقِ ثانی کے کسی عمل سے عہد شکنی ثابت کرے گویا کہ اس کی تعدی واضح ہو۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکے کہ نقصان اس کے کسی عمل کی وجہ سے ہوا ہے تو ہرجانہ کی ادائیگی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

مقررہ وقت پر تعمیل اور تکمیلِ معاہدہ نہ کر سکنے کی صورت میں اگر عفو و در گزر سے کام لیتے ہوئے مزید وقت دے دیا جائے تو اسے عہد شکنی پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

ہرجانہ کی ادائیگی کے لیے یہ امور ضروری ہیں۔ کسی بھی امر کے مفقود ہونے کی صورت میں ہرجانہ یا نقصان کی ادائیگی لازم نہ رہے گی۔

مذکورہ دفعہ کی روشنی میں بیع الوفاء کا تجزیہ:

بیع الوفاء کے فریقین یعنی بائع اور مشتری بعض استحقاقی حقوق رکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ فرائض کی بجاآوری کے پابند ہیں۔ قیمت کی واپسی کے وقت مبیع کی واپسی اس بیع کا اساسی اور امتیازی عنصر ہے۔ اس دوران بائع رقم اور مشتری مبیع سے استفادہ کا حق رکھتا ہے۔ عہد شکنی کی جو صورت اس بیع میں متصور ہے وہ یہ کہ بائع کی جانب سے قیمت واپسی کے موقع پر مشتری مبیع واپسی سے معرض ہو۔ مشتری کی جانب سے اگر یہ اعراض اس طور پر ہو کہ اس کے پاس مبیع ہلاک یا عیب دار ہو جائے تو اسے بائع کی حق تلفی شمار کیا جائے گا اور مشتری پر اس کا معاوضہ ادا کرنا لازم ہو گا۔ اس ہرجانے کے دو صورتیں ہیں:

مکمل مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بائع کے ذمہ رقم کی واپسی باقی نہ رہے گی۔

مبیع عیب دار ہونے کی صورت میں سالم اور معیوب کی قیمت کا درمیانی فرق اصل رقم سے منہا کر کے باقی ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

فقہاء کرام نے اس اصول اور ہرجانے کی صورت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"لوهلک المبیع فی یدالمشتری فلاشئی لواحدمنهماعلی الآخر۔"[27]

ترجمہ: اگر مبیع مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو کسی کے لیے دوسرے پر کچھ لازم نہ ہو گا۔

گویا مکمل یا بعض رقم کی ادائیگی بائع کے ذمہ سے ساقط کر کے اس کے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔ اسی طرح اگر بائع ہی رقم واپسی سے باز آ جائے جو کہ معاہدہ کی رو سے اس کا بنیادی فریضہ تھا تو مشتری کو بھی مبیع واپسی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ بائع کا رقم واپس نہ کرنا معاہدہ کی خلاف ورزی ہے جس میں مشتری کا نقصان لازم آتا ہے لہٰذا مبیع کے ذریعے اس کے نقصان کی تلافی کی

سبیل تلاش کی جائے گی۔ نیز اس دفعہ کی رو سے مشتری کے لیے مبیع میں ہر ایسا تصرف ممنوع ہو گا جس کے نتیجے میں واپسی ممکن نہ رہے مثلاً مشتری کا مبیع کو آگے فروخت یا ہبہ کر دینا۔

حاصلِ کلام قانونِ پاکستان کی رو سے یہ بیع معاہدات میں شامل ہے چنانچہ اس پر معاہدہ کی تعمیل، تکمیل اور عہد شکنی کے وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو قانونِ معاہدہ بیان کرتا ہے۔ لہٰذا بیع الوفاء میں بائع کی طرف سے رقم اور مشتری کی جانب سے مبیع کی بلاعیب واپسی معاہدہ کی تعمیل متصور ہو گی۔ کسی فریق کی جانب سے قصداً خلاف ورزی نقضِ عہد پر محمول اور اس کے نتیجے میں کلی یا جزوی نقصان فریقِ ثانی کی جانب سے پورا کیا جائے گا جس سے انحراف شرعی و قانونی جرم کے مترادف اور قابلِ مؤاخذہ شمار ہو گا۔

نتائج البحث:

1. پاکستان کے قانونِ معاہدہ کی رو سے بیع الوفاء معاہدات کے زمرے میں شامل اور اس پر معاہدات کے تمام احکام کا اجراء ممکن ہے۔
2. عہد کی پاسداری شرعاً و قانوناً قابلِ تحسین اور اس سے انحراف قابلِ گرفت ہے۔
3. بیع الوفاء میں بائع کی جانب سے مقررہ وقت پر مکمل رقم اور مشتری کی جانب سے مبیع کی صحیح سالم واپسی معاہدہ کی پاسداری اور تعمیل ہے۔
4. مبیع میں کلی یا جزوی نقصان کی صورت میں رقم میں کٹوتی کے ذریعے تلافی کی جائے گی۔ رقم واپسی سے عاجز آنے کی صورت میں مبیع کی واپسی لازم نہ ہو گی۔ اس طرح بائع اور مشتری دونوں کے حق کو محفوظ بنایا جائے گا۔
5. حق کی ادائیگی سے اعراض شرع کی نظر میں مذموم تصور ہو گا۔ ایسی صورت میں دوسرے فریق کو قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہو گا۔

تجاویز و سفارشات:

1. تجارت کی جدید اشکال کا شرع و قانون کے تناظر میں جائزہ لیتے رہنا چاہیے تاکہ شرعی و قانونی سقم کو دور اور بہتر حل فراہم کیا جا سکے۔
2. تجارت کی اختلافی صورتوں میں عصری تقاضوں اور معاشرتی خدوخال سامنے رکھتے ہوئے مناسب صورت اختیار کرنی چاہیے۔
3. تجارتی معاملات کو شرع سے ہم آہنگ بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً کانفرنسوں اور سیمینارز کا قیام خوش آئند ہے جس میں شرعی علوم اور اقتصادی معاملات کے ماہرین اپنے دروس کے ذریعے عوام الناس بالخصوص تجار کو فیض یاب کریں۔
4. تجارتی شعبہ کسی بھی معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں موجود شرعی و قانونی خامیوں کا ازالہ معاشرتی استحکام اور معاشی رسوخ کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔
5. تجار کی رہنمائی کا فریضہ علماء اور محققین سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ قدیم فقہی ذخیرے کو آسان اور سادہ زبان میں منتقل کریں تاکہ عوام الناس کے لیے استفادہ ممکن ہو۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1علی حیدر، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، (ریاض: دار عالم الکتب، 2003ء)، 106/1۔

2ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، (ریاض: دار عالم الکتب، 2003ء)، 11/7۔

3ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، (بیروت: دار المعارف، طبع ندارد)، 4885/6۔

4سورۃ بنی اسرائیل 17 : 35۔

5سورۃ بنی اسرائیل 17 : 34۔

6ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997ء)، 11/6۔

7الزرقا، احمد بن محمد، شرح القواعد الفقہیۃ، (دمشق: دار القلم، 1989ء)، ص55۔

8التسولی، علی بن عبد السلام، البہجۃ فی شرح التحفۃ، (دمشق: دار البیضاء، 1991ء)، 110/2؛ ابو النجا، الاقناع، 58/2۔

9الباعلوی، عبد الرحمٰن بن محمد، بغیۃ المسترشدین، (بیروت: دار الفکر، 1994ء)، ص 218؛ الزیلعی، فخر الدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق، (مصر: مطبعۃ الکبریٰ، 1315ھ)، 183/5۔

10شرائط کی تفصیل کے لیے دیکھیے: علی حیدر، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، 432/1۔

11ایم۔اے۔ملک، شرح قانونِ معاہدہ مع مجوزہ عدالتی فیصلہ جات، (لاہور: پی ایل ڈی پبلشرز، 1996ء) دفعہ 10، ص36۔

12ایضاً، دفعہ 11، ص37۔

13سورۃ النساء 4:29۔

14ایم۔اے۔ملک، شرح قانونِ معاہدہ، دفعہ 14، ص40۔

15سورۃ المائدۃ 5:2۔

16جماعۃ، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، (کویت: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، 1987ء)، 260/9۔

17دیکھیے: الزرقا، مصطفیٰ احمد، شرح القانون المدنی السوری، (دمشق: مطابع فتی العرب، 1965ء)، ص244۔

18سورۃ البقرۃ 2:185۔

19ایم۔اے۔ملک، شرح قانون معاہدہ، دفعہ 37، ص84۔

20سورۃ بنی اسرائیل 17:34۔

21البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، رقم الحدیث 34۔

22جماعۃ، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، 263/9۔

23ایم۔اے۔ملک، شرح قانونِ معاہدہ، دفعہ 52، ص105۔

24ایضاً، دفعہ 62، ص120۔

25 دیکھیے: الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، (ریاض: دارالحضارة للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی النہی عن بیعتین فی بیعۃ، رقم الحدیث 1231۔

26 ایم۔اے۔ملک، شرح قانون معاہدہ، دفعہ 73، ص 137۔

27 جماعۃ، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، 262/9۔